مکتبہ اثریہ غازی پور انڈیا سے شائع ہونیوالا

دو ماہی مجلہ

زمزم

مکتبہ أثریہ

Maktaba Asaria

سید واڑہ غازی پور (یو-پی) انڈیا

Qasimi Manzil

Syedwara - Ghazi Pur (U-P) India

Pin 233001 - Mobile : 0091-9453497685, 0091-9889572855

حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری کی تصانیف

- مسائل غیر مقلدین
- غیر مقلدین کی ڈائری
- آئینہ غیر مقلدیت
- ارمغان حق ۲ جلدیں
- غیر مقلدین کے لیے لمحۂ فکریہ
- سبیل الرسول پر ایک نظر
- کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ
- مقام صحابہ کتاب وسنت کی روشنی میں
- حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیار ردوقبول
- صحابہ کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطہ نظر
- صلوۃ الرسول پر ایک نظر
- کیا ابن تیمیہ علماء اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟
- صور تنطق (عربی)
- وقفه مع معارضی شیخ الاسلام (عربی)
- وقفه مع لا مذهبیه
- هل الشیخ ابن تیمیة من اهل السنة والجماعة؟
- (صوت الاسلام عربی) سه ماهی رساله
- (زم زم اردو ۲ ماہی رسالہ)

اسٹاکسٹ: ربانی بک ڈپو دہلی۔

فون:۔ 98.1504821, 9873875484

مکتبہ اثریہ غازیپور سے شائع ہونیوالا

دوماہی دینی وعلمی مجلّہ





زمزم

محرم الحرام، صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

مدیر مسئول ومدیر التحریر

محمد ابوبکر غازی پوری

سالانہ چندہ ۱۰۰/روپے

پاکستان کے لئے .... پاکستانی ۲۵۰/روپے سالانہ

پاکستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ غیر ممالک سے دس ڈالر امریکی

ترسیل زر کیلئے اکاؤنٹ نمبر Punjab National Baink 0662010100011488 صرف محمد ابوبکر لکھا جائے

پتہ

مکتبہ اثریہ قاسمی منزل سیدواڑہ، غازیپور۔ یوپی

Pin. 233001 ------------------------------ Mob.9453497685

فہرست مضامین

اداریہ

ہندوستان کی تاریخ کے سب سے طویل مقدمہ کا فیصلہ گزشتہ دنوں ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ نے سنا دیا، اس مقدمہ کے فیصلہ کی طرف ہر کان لگا ہوا تھا، مسلم اور ہندو تنظیموں نے اعلان کر رکھا تھا کہ عدالت کا جو فیصلہ ہوگا ہم اسے قبول کریں گے، اور فیصلہ کے بعد جو فریق اگلی عدالت جانا چاہے وہ جائے گا، مسلمان اس خوش فہمی تھا کہ عدالت کا فیصلہ ان کے حق میں ہوگا، غیر مسلموں کو یقین تھا کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا، اگر ان کو اس کا یقین نہ ہوتا تو مودی، اشوک سنگھل اور بمبئ کا بال ٹھاکرے جیسا شخص اور ہندوؤں کی خالص فرقہ پرست جماتیں اس کا بار بار اعلان نہ کرتیں کہ وہ عدالت کا فیصلہ بہر حال قبول کریں گی۔ معلوم ہوا کہ پہلے سے دال میں کچھ کالا تھا، ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ عجیب وغریب تھا، عدالتی دستور سے ہٹ کر اس مقدمہ کا فیصلہ عقیدہ کی بنیاد پر کیا گیا۔ اور ہندوؤں کو یک طرفہ ڈگری دے دی گئی اور بالکل غیر آئینی طور پر بابری مسجد میں مسلمانوں کیلئے کچھ حصہ رکھا گیا، غیر آئینی طور پر اس لئے کہ جب مقدمہ مسلمانوں کے حق میں خارج کر دیا گیا ہے تو پھر مسلمانوں کو مسجد کا کچھ حصہ دئے جانے کا کیا مطلب۔؟

فیصلہ اگر شہادت اور ثبوت کی بنیاد پر کیا جاتا تو مسلمان اپنے وعدوں کے مطابق اس فیصلہ کو برضا ورغبت قبول کر لیتا اسے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا، مگر اس فیصلہ میں قانون کا مذاق اڑایا گیا، عدالت کا رخ بدلا گیا، اور ثبوت اور شہادت کی جگہ استھا یعنی عقیدہ کی بنیاد پر فیصلہ کیا گیا، اس فیصلہ سے بڑے بڑے ہندو قانون داں بھی حیران رہ گئے، سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ ججوں نے دانتوں میں انگلیاں دبالیں، ہندوستان کا سیکولر کردار داغدار ہوا، پوری دنیا میں ہندوستان بدنام ہوا۔

بہرحال بابری مسجد کے مقدمہ کا جو فیصلہ ہونا تھا ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ مسلمان کیا کریں، اگلی عدالت میں جائیں یا خاموش ہوکر گھر بیٹھ جائیں، مسلمانوں کی کچھ

محمد ابوبکر غازی پوری

''تعدد دلائل یا نص فہمی'' کا قضیہ نامرضیہ

مکرمی! سلام مسنون

امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ گذارش ہے کہ میں آج کل حضرت مولانا مفتی سعید صاحب دام مجدہ کی بے نظیر تصنیف تحفۃ الالمعی شرح ترمذی کا مطالعہ کررہا ہوں۔ اس کتاب میں مولانا جگہ جگہ فرماتے ہیں کہ یہ دلائل کا اختلاف نہیں ہے نص فہمی کا اختلاف ہے، اوران کے صاحبزادہ نے حضرت مفتی صاحب دام مجدہ کی اسی بات کو مولانا کی خاص خصوصیت بتلائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب نے اس شرح کو کشتی کا اکھاڑہ نہیں بنایا ہے بلکہ تمام مذاہب فقہیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ ''دلائل کا اختلاف نہیں ہے نص فہمی کا اختلاف ہے'' اس کی شرح فرمادیں، اور حضرت مفتی صاحب کی اس سے کیا مراد ہوتی ہے اس کی وضاحت فرمادیں، کرم ہوگا۔ چاہ رہا تھا کہ حضرت مفتی صاحب ہی سے اس کی وضاحت چاہوں مگر ہمت نہیں ہوئی۔

والسلام
نجم الحسن قاسمی، گونڈہ
۱۴رشوال ۱۴۳۱ھ

....

زمزم! آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت مفتی صاحب سے پڑھا ہے اور آپ ان کے شاگرد ہیں، اگر واقعہ یہی ہے تو استاذ سے کسی بات کو معلوم کرنے میں حیا یا ڈر کیوں؟ حضرت مفتی صاحب اپنی بات کی وضاحت جس طرح کرسکتے ہیں دوسرا نہیں کرسکتا۔

جب میں نے بھی جلد اول کے شروع میں عرض مرتب کے عنوان کے تحت اس عبارت کو پڑھا تھا کہ ''اکثر مسائل میں اختلاف کی بنیاد نص فہمی کا اختلاف ہے دلائل کا اختلاف نہیں'' تو تھوڑی دیر کیلئے میرا بھی سر گھوم گیا تھا، اور سوچتا رہا کہ حضرت مفتی صاحب

کے اس کلام کا مطلب کیا ہے، اور یہ کون سی قابل تعریف بات ہے، پھر میں نے احادیث کی کتابوں اور ان کی شروح کا مفتی صاحب کے اس کلام کی قیمت جاننے کے لئے مطالعہ کرنا شروع کیا تو وہاں مسائل فقہیہ میں ائمہ کے درمیان دلائل کا اختلاف تو نظر آیا مگر مفتی صاحب نے یہ جو نیا شوشہ چھوڑا ہے اس کا کہیں وجود نظر نہیں آیا، شاید کہیں نص فہمی کا اختلاف ہو مگر اکثر مسائل میں دلائل ہی کا اختلاف نظر آیا۔ اور ہر فقیہ اور امام کی اپنی اپنی ترجیحات نظر آئیں، یا ان دلائل کے درمیان تطبیق کا راستہ نظر آیا، یا کسی نے ناسخ منسوخ کی بات کی یا ان دلائل میں کس کو ترجیح دیں اور کس کو نہ دیں، اس سے توقف کیا، تعارض ادلہ کے وقت محدثین عام طور پر انہیں چار راستوں پر چلتے ہیں۔

اصول فقہ کی کتابوں میں بھی جہاں تعارض ادلہ کی بحث آتی ہے، تو اس کے حل کے لئے انہیں چار راستوں میں سے کسی ایک پر چلنے کی بات کی جاتی ہے۔

اب رہا کہ مفتی صاحب کے اس کلام کا مطلب کیا ہے؟ تو اصل میں مفتی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ جب حق ایک ہے اور سارے مذاہب حق ہیں تو سب مذاہب کے دلائل بھی ایک ہونے چاہئیں۔ ان کے صاحبزادہ سلمہ فرماتے ہیں۔

> ''حدیث شریف پڑھانے کا جو پہلے سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ مجتہدین مذاہب میں تقابل اور ترجیح قائم کی جاتی ہے آپ کو یہ بات اس تقریر میں واضح طور پر نظر نہیں آئے گی، حضرت الاستاذ مدظلہ اس کو پسند بھی نہیں کرتے وہ فرمایا کرتے ہیں کہ جب چاروں مذاہب برحق ہیں تو ان میں ترجیح قائم کرنے سے کیا فائدہ؟ حق بہر حال حق ہے، اس میں تشکیک و مراتب نہیں ہیں۔'' (۱/۴۰) پھر فرماتے ہیں کہ:
>
> ''بہر حال یہ تقریر مناظرہ کشی اور کشتی کا اکھاڑہ نہیں ہے'' [1]

صاحبزادہ سلمہ کی یہ بات ''چھوٹا منھ بڑی بات کی مثال ہے''، یعنی صاحبزادہ سلمہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کتب احادیث کی اب تک جو شرحیں لکھی گئی ہیں چاہے وہ فتح الباری ہو،

[1] حاشیہ صفحہ نمبر ۲۴ پر دیکھیں

یا عمدۃ القاری، یا فیض الباری ہو یا بذل المجہود، علامہ شبیر احمد عثمانی کی مسلم کی شرح ہو یا علامہ بنوری کی ترمذی کی شرح یہ ساری شروحات مناظرہ کشی اور کشتی کا اکھاڑہ ہیں اس لئے کہ ان کتابوں میں مسائل فقہیہ میں تعارض کے وقت ہر مذہب والا اپنے اپنے مذہب کو دلائل کی بنیاد پر ترجیح دیتا ہے، اور حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی یہ شرح اس عیب سے پاک ہے، وہ تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ ائمہ کے درمیان اکثر مسائل میں دلائل کا اختلاف نہیں ہے نص فہمی کا اختلاف ہے، یعنی ہر امام نے اپنی فہم کے مطابق نص کو یعنی اس مسئلہ کی جو اصل دلیل ہے اس کو سمجھا ہے، نص اور دلیل ہر مذہب کی ایک ہی ہے، فہم کا اختلاف ہے، اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ بلا ولی کے نکاح نہیں ہوسکتا، اور حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ نکاح بلا ولی کے بھی ہو جائے گا۔ یعنی عورت خود اپنا نکاح کرسکتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دونوں امام کی دلیل ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے "**لانکاح الا بولی**" اور چونکہ اس نص کو دونوں اماموں نے اپنی اپنی فہم کے مطابق سمجھا ہے۔ اس وجہ سے دونوں کا مسلک اس مسئلہ میں الگ الگ ہو گیا ہے۔ دلائل کے الگ الگ ہونے کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس نص کا معنی الگ الگ سمجھنے کی وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نفی کو حقیقت پر محمول کیا ہے، یعنی نکاح کی حقیقت بلا ولی کے نہیں پائی جائے گی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نفی سے مجازی معنی مراد لیا ہے یعنی بلا ولی کے کمال اور تام طریقہ پر نکاح منعقد نہیں ہوگا، منعقد ہوگا مگر ناقص ہوگا۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ اس مسئلہ میں اصل دلیل صرف ایک حدیث ہے، دوسرے تمام دلائل جو جانبین سے پیش کئے جاتے ہیں ان کا مسئلہ باب سے واضح تعلق نہیں پس یہ نص فہمی کا اختلاف ہے دلائل کا نہیں۔" (۵۱۷/۳)

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وعید کی حدیث ہے اور وعید کی

حدیثوں میں ناقص کو کالعدم فرض کرکے گفتگو کی جاتی ہے۔" (۵۱۸/۳)

مفتی صاحب کے اس اچھوتے نکتہ پر کئی سوالات کھڑے ہوتے ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ مفتی صاحب کو جو نکتہ سوجھا ہے اس کی تائید اکابر کے کلام سے ہوتی ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ اکابر محدثین کی شروحات میں احادیث مختلفہ کے موقع پر جو ہر مذہب کے دلائل کا ذکر ہے اور شراح حدیث نے اپنے اپنے مذہب کی ان دلائل میں سے جو دلیل ذکر کی ہے، ان کا یہ کام لغو اور بیکار ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ کا واقعی یہ عقیدہ ہے کہ شراح حدیث کی کتابیں کشتی کا اکھاڑہ ہیں اور کیا آپ کے اس نقطۂ نظر کی وجہ سے ان اکابر کا احترام اور اکرام باقی رہتا ہے؟

چوتھا سوال یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی نے لانکاح الا بولی کی حدیث کو وعید کی حدیث کہا ہے؟

پانچواں سوال یہ ہے کہ آپ نے جو کہا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو وعید کی حدیث قرار دیتے ہیں اس کا ماخذ کیا ہے؟ کس کتاب میں یہ لکھا ہے، خود امام سے یا ان کے کسی شاگرد سے یہ بات منقول ہے؟

چھٹا سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے اس نکتہ سے ائمہ کے درمیان اختلاف ختم ہو گیا یا اختلاف ائمہ کی ذات تک پہونچا یعنی پہلے تو ائمہ کے دلائل کی وجہ سے کتب احادیث کشتی کا اکھاڑہ بنی ہوئی تھیں اب ان کی ذات کشتی کا اکھاڑہ بن جائے گی، ہر امام کا مقلد کہے گا ہمارا امام زیادہ احادیث کا سمجھنے والا ہے، اور پھر اس کھینچا تانی میں ائمہ کا احترام دلوں سے رخصت ہو جائے گا؟

ساتواں سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنے اس نکتہ کی وجہ سے احناف کے ہاتھ میں جو سونے کا پیالہ تھا اس کو لیکر پیتل کا پیالہ نہیں تھما دیا؟ اس کی شرح یہ ہے کہ جب آپ نے کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث میں نفی کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں اور امام

ابوحنیفہ مجاز پر محمول کرتے ہیں تو بتائیے کہ حقیقت کے مقابلہ میں مجاز کی کیا حقیقت ہے؟ جب کہ دلائل کی روشنی میں حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک زیادہ راجح ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید متعدد احادیث کے علاوہ قرآن کی آیات سے ثابت ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے **فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ** ۔ اس آیت کریمہ میں نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے بارے میں اصل عورت ہے، نیز قرآن میں ہے **واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن** ۔ اس آیت میں بھی نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے۔ اور احادیث ایک نہیں کئی ہیں۔ مثلاً **الا یم احق بنفسھا** ۔ بلاشوہر والی عورت کا حق اپنے اوپر دوسروں سے زیادہ ہے، اور مسلم کی روایت ہے **لاتنکح الا یم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستأذن، قالوا یارسول اللہ کیف اذ نھا قال ان تسکت** ۔ یعنی بلاشوہر والی[1] عورت سے مشورہ کے بعد ہی اس کا نکاح کرایا جائے گا، اور جو عورت ابھی باکرہ ہے یعنی پہلی بار اس کا نکاح ہو رہا ہے اس سے پہلے اجازت لی جائے گی، لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول اس کی اجازت کیسے ہوگی۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اجازت لئے جانے کے وقت خاموش رہے۔ ان دو حدیثوں کے علاوہ کتب حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا متدل اور بھی بہت سی احادیث ہیں اور عقل کا بھی یہی تقاضا اور یہی شہادت ہے کہ جب عورت عاقلہ بالغہ ہے اور مرد کے ساتھ اسی کو نباہ کرنا ہے تو ایسے اہم معاملہ میں اس کو عضو معطل بنا کر نہ رکھا جائے، عورت سے صراحۃً یا اشارۃً اس کی بھی مرضی معلوم کی جائے۔ غرض عقل کا بھی یہی تقاضا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث ہیں، ان احادیث کے ساتھ جب کتاب اللہ کو ملا لیا جائے تو احناف کے مذہب کی بنیاد بہت مضبوط ہو جاتی ہے، جب کہ مفتی صاحب کے نکتہ کی رو سے احناف کا مذہب دلیل کے اعتبار سے بے حقیقت ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کہ حقیقت کے مقابلہ میں مجاز بے حقیقت ہوتا ہے۔

---

[1] یہاں بلاشوہر والی عورت سے مراد ثیبہ ہے، اس لئے کہ الایم یہاں باکرہ کے مقابلہ میں آیا ہے۔

یہاں ایک اور بات آپ نوٹ کرلیں کہ مفتی صاحب اپنی طرف سے بہت سی باتیں وہ کہہ دیتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، مثلاً دیکھئے یہیں انھوں نے **لانکاح الا بولی** کو وعید کی حدیث قرار دیا ہے اور اس کی نسبت بلاکسی ثبوت کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کردی ہے، اسی طرح انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفہامیہ کلام **من المتکلم** کو زجر وتوبیخ کا کلام قرار دیا ہے، اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک صحابی معاذ بن رفاعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ان کو چھینک آگئی اور ان کے منہ سے یہ دعا نکلی **الحمدللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ کمایحب ربنا ویرضیٰ**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا **من المتکلم** یعنی یہ دعا کون پڑھ رہا تھا۔ کسی نے جواب نہیں دیا، تین دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دہرائی تو تیسری مرتبہ معاذ بن رفاعہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس کو پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے مجھ سے پوچھا **کیف قلت** ؟ کیسے تم نے کہا تھا، یعنی وہ کلمات کیا تھے، حضرت ابن رفاعہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ وہ دعا آپ کو پڑھ کر سنائی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **والذی نفسی بیدہ لقدابتدرھا بضعة وثلاثون ملکا ایھم یصعد بھا** ۔ یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تقریباً تیس فرشتے لپکے کہ کون اس کو لیکر آسمان کی طرف جائے، اس پورے واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھنا **من المتکلم** بطور تعجب کے تھا، نہ کہ ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر، مگر مفتی صاحب فرماتے ہیں:

> ''نبی پاک نے تحمید کرنے والے کو تین مرتبہ ڈانٹا ہے اور اس کو کلام فی الصلوٰۃ قرار دیا ہے جو لوگ عربی زبان کی باریکیوں سے واقف ہیں وہ **من المتکلم فی الصلوٰۃ** کے وزن کا اندازہ کرسکتے ہیں یہ کتنی سخت ڈانٹ ہے.......... پھر آپ نے ان کی تسلی کی خاطر اس کو شاندار ذکر قرار دیا۔'' (۲۳۹/۲)

معلوم نہیں حضرت مفتی سعید پالنپوری صاحب کس دنیا میں ہیں، اور ان کے منہ

سے کیا نکل رہا ہے ان کو اس پتہ بھی چلتا ہے یا نہیں؟ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ان کلمات کی خوبی کا پتہ چل گیا تھا، اور آپ کو نماز ہی میں یہ محسوس ہو گیا تھا کہ تیس کے قریب فرشتے ان کلمات کا آسمان کی طرف لے جانے کیلئے لپکے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے بعد یہ پوچھنا کہ ان کلمات کو کس نے کہا ہے؟ یہ ڈانٹ کیوں کر ہوگی؟ آپ کا یہ سوال تو ان کلمات کی خوبی اور فرشتوں کے ان کلمات کی طرف لپکنے کی وجہ سے بطور استعجاب تھا، اور پھر مفتی صاحب نے کتنی غلط یہ بات فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کی تسلی کی خاطر ان کلمات کو شاندار ذکر قرار دیا۔ یعنی یہ کلمات فی نفسہٖ شاندار ذکر نہیں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو خلاف واقعہ شاندار ذکر قرار دیا۔ (یعنی معاذ اللہ حضرت معاذ کو جھوٹی تسلی دی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مفتی صاحب کی یہ بات کتنی خطرناک ہے۔ قارئین اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز میں تحمید کی گنجائش ہے نہ تشمیت کی۔ یعنی چھینک آنے کے وقت نہ حالت نماز میں الحمدللہ کہنے کی گنجائش ہے نہ یرحمک اللہ کہنے کی گنجائش ہے، تو عرض ہے کہ یرحمک اللہ کہنے کی تو واقعی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ اس میں کاف خطاب کا ہے، مگر الحمدللہ بھی کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ مفتی صاحب کو اس کے لئے دلیل پیش کرنی چاہئے۔

اخیر میں آپ سے ایک گذارش کروں گا کہ اگر آپ اپنے بارے میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ غلط، صحیح اور حق وصواب کی آپ تمیز کر سکتے ہیں تب تو مفتی صاحب کی اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھیں لیکن اگر آپ کا علم کچا ہے تو اس کا مطالعہ بند کر دیں۔ اس لئے کہ مفتی صاحب کی اس کتاب میں موتیوں کے ساتھ ساتھ خزف ریزے بھی ہیں۔ ان کا موتیوں سے الگ کرنا ہزاروں صفحات کی کتاب میں سے کوئی آسان کام نہیں ہے، چند خزف ریزوں کی مثال ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں: قرآن پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا واجب ہے (۱/۴۲) لاتجلسوا علی القبور سے مراد قبروں پر مراقبہ کرنا ہے [1] (۳/۴۶۲) زمین

[1] حاشیہ صفحہ ۲۶ پر دیکھیں۔

پر تین مخلوق مکلّف ہیں (۱/۲۰۱) نماز میں جان بوجھ کر خلاف ترتیب سورہ مکروہ تحریمی ہے (۲/۵۸) عیدین میں راستہ بدل کر آنا جانا عام مسلمانوں کے لئے نہیں ہے، امراء کے لئے ہے (۲/۴۱۸) حدیث حجت نہیں [1] (۴/۳۵۵) اتر تی سورتوں کا پڑھنا واجب ہے (۲/۴۹۲) دو سورتوں کو اگر ایک رکعت میں پڑھے تو بسم اللہ جہراً پڑھے (۲/۴۹۲) مجبوری میں جمع تاخیر جائز ہے (۲/۴۳۳) صحابۂ کرام بھی مبعوث تھے (اس پر حدیث معاذ سے استدلال) (۱/۴۳۵) حوض کوثر ہر نبی کے لئے ہوگا (۶/۱۹۵) ائمہ کا اجتہاد یعنی قیاس بھی حکماً وحی ہے (۱/۵۹) داڑھی کا خلال سنت نہیں ہے ادب ہے (۱/۲۵۵) حضرت زید بن ثابت جمع قرآن ثانی کے وقت بوڑھے تھے (۱/۶۴) (حضرت زید کی عمر اس وقت ۳۹ سال تھی کیا اس عمر کا آدمی بوڑھا کہلاتا ہے؟) وحی حکمی پانچ چیزیں ہیں (۱) نبی کا خواب (۲) نبی کا اجتہاد (۳) امت کا اجماع (۴) اور امت کا اجتہاد (۱/۵۷) (یہ تو صرف چار چیزیں ہوئیں پانچویں چیز؟ (اجتہاد بھی وہی اجماع بھی وہی یہ بالکل نیا انکشاف) نص حدیث کا غلط معنی (۱/۱۳۶) [2] کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کو علل کی کتاب قرار دینا (یہ رجال میں ہے علل میں نہیں) شمائل کا واحد مفتی صاحب کے نزدیک شمیلۃ ہے (جب کہ شمال کی جمع ہے شمیلۃ کی نہیں) حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد خلیفہ ولید ہوا (۱/۶۹) [3] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غیر مہذب لفظوں کا استعمال (۴/۴۷۰) [4] صحابیٔ رسول کے بارے میں بھونڈے لفظ کا استعمال (۴/۱۶۹) [5] فرشتوں کی طرف غلط بات کا انتساب بے ڈھنگے طریقے سے (۳/۴۰۸) [6] حضرت امام ترمذی پر طنز (۴/۴۱۰) ہندوستان دارالکفر ہے (۴/۵۲۷)

(۲) سباب المسلم فسوق کا غلط ترجمہ: (۶/۴۱۴)

مفتی صاحب نے فسوق کا ترجمہ بدکاری سے کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کسی اردو لغت میں حضرت نے فسق کا معنی بدکاری دیکھ لیا ہے، اور اسی کو یہاں فٹ کر دیا ہے۔ اردو زبان میں

[1]، [2]، [3]، [4]، [5]، [6] حاشیہ صفحہ ۲۶، ۲۷ پر دیکھیں۔

بدکاری کا لفظ ایک خاص مفہوم رکھتا ہے اور عربی لفظ فحشاء کا یہ ترجمہ ہوتا ہے، شریعت کی زبان میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا ترجمہ گناہ کا کام، اللہ کی نافرمانی وغیرہ ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی گہری نیند ناقض وضو ہے: (۲۹۲/۲)

مفتی صاحب فرماتے ہیں: چونکہ انبیاء چوکنا سوتے ہیں، اس لئے ان کی نیند ناقض وضو نہیں ہے، امت بھی اگر چوکنا سوئے تو سونے کی وجہ سے ''ان کی بھی وضو نہیں ٹوٹتی''، گہری نیند سے مفتی صاحب کے خیال کے مطابق نبی کی بھی ''وضو ٹوٹ جاتی ہے اور امت کی بھی وضو ٹوٹ جاتی ہے'' اس فلسفہ کا حاصل یہ نکلا کہ نیند سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے میں نبی ﷺ اور امت کے درمیان کوئی فرق نہیں، یعنی نیند سے وضو نہ ٹوٹنا نبی ﷺ کا اختصاص نہیں رہا۔

حوض کوثر ہر نبی کے لئے ہے: (۱۹۵/۶)

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ حوض کوثر ہر نبی کے لئے ہوگا، ہمارے نبی کا بڑا ہوگا اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کا چھوٹا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں کہ پھر انا اعطیناک الکوثر میں صرف حضور ﷺ کو بطور خصوص خطاب بلا وجہ ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث پر ایک دلچسپ اعتراض: (۵۲۹/۴)

صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہم نے اس پر بیعت کی تھی کہ ہم میدان نہیں چھوڑیں گے، اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے موت پر بیعت کی تھی۔

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں: یہ ایک ہی حقیقت کی دو الگ الگ تعبیریں ہیں، حضرت جابر کی تعبیر بہتر ہے، حضرت سلمہ کی حدیث پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ''تم مرے کیوں نہیں بیعت کی خلاف ورزی کیوں کی''، یعنی چاہے لڑائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو حضرت سلمہ کا مرنا ضروری تھا۔

وتر میں کوئی بھی دعا پڑھ لے: (۳۲۰/۴)

مفتی سعید صاحب فرماتے ہیں: وتر میں کوئی بھی دعا پڑھ لے قنوت کا تحقق ہو جائے گا، اس لئے کہ قنوت کا معنی دعا کے ہیں۔ مگر کیا کوئی بھی دعا پڑھنے سے مسنون دعاء قنوت کا بھی تحقق ہو جائے گا؟ وتر میں حضور ﷺ کوئی بھی دعا پڑھتے تھے؟ رہا مفتی صاحب کا یہ فرمانا کہ میں جلدی کی حالت میں کوئی بھی دعا پڑھ لیتا ہوں، تو آپ کا اپنا عمل شریعت میں حجت کب سے ہو گیا؟

حضرت مفتی صاحب کا امام ترمذی کے بارے میں ایک ریمارک: (۳۸۲/۲)

مفتی صاحب فرماتے ہیں: قلم امام ترمذی کے ہاتھ میں ہے جو چاہیں لکھ دیں، ہمیں ذرا قلم دیں پھر دیکھیں ہم کیا لکھتے ہیں:

حضرت ترمذیؒ کے مقابلے میں یہ انداز گفتگو کچھ مناسب نہیں ہے، حضرت امام ترمذیؒ اگر ہمارے سر پر ہاتھ رکھ دیں تو ہمارے شرف کے لئے بہت کافی ہے۔

امام ترمذی پر بلا وجہ کلام: (۲۱۵/۲)

امام ترمذیؒ نے طول القیام فی الصلوٰۃ کا باب باندھا ہے اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ حدیث میں جو آتا ہے کہ افضل صلاة طول القنوت یہاں قنوت سے مراد قیام ہے، اس پر مفتی صاحب فرماتے ہیں: اس معنی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں، حدیث میں قنوت کے دوسرے معنی بھی لئے جا سکتے ہیں، مگر مفتی صاحب نے ان دوسرے معنوں میں سے کوئی معنی بیان نہیں کیا، مفتی صاحب نے طول قنوت کا مطلب اس سے پہلے طول قرأت بیان کیا ہے، مفتی صاحب کو پتہ نہیں چلا کہ جب طول قرأت ہوگا تو طول قیام بھی ہوگا۔؟

ذنب سے کیا مراد ہے: (۲۵۲/۲)

سورہ فتح کے شروع میں جو یہ ہے کہ ''ماتقدم من ذنبه وماتأخر'' تو ذنب کا مطلب مفتی صاحب بیان فرماتے ہیں: ''غرض یہاں ذنب سے لوگوں کے ذہنوں میں علی سبیل الفرض پیدا ہونے والے خیالات ہیں، پس یہ آیت امکان گناہ کو مستلزم نہیں''۔

معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کے ذہن سے تفسیر بالرائے والی وعیدیں محو ہوگئی تھیں، میں پوچھتا ہوں کہ ذنب کا یہ معنی کس مفسر نے بیان کیا ہے؟ اور اس آیت کی یہ تفسیر کس نے کی ہے؟

حدیث کی من مانی شرح: (۲/۲۵۸)

حدیث پاک میں ہے: ''رکعتا الفجر خیر من الدنیا و مافیها'' یعنی فجر کی دو رکعت سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ حضرت مفتی صاحب اس کی شرح کرتے ہیں ''اس ارشاد کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو صبح چار پیسوں کی خاطر فرض جلدی سے ادا کر کے کام پر لگ جاتے ہیں''۔

یعنی مفتی صاحب کی فہم کے مطابق اس حدیث کا تعلق عام مسلمانوں سے نہیں ہے؟

حدیث پاک کا غلط معنیٰ: (۲/۲۶۴)

حدیث پاک میں آتا ہے: ''اذا صلیٰ احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمینه'' '' مفتی صاحب اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ آنحضور ﷺ کا یہ فرمانا مسجد میں تہجد پڑھنے والوں سے تھا''۔

یعنی مفتی صاحب کے نزدیک خاص لوگوں کے لئے ہے، عام مصلیوں سے اس کا تعلق نہیں ہے، کرم ہوتا اگر مفتی صاحب کسی شارح حدیث سے حدیث پاک کا یہی معنی نقل کردیتے۔

اربع من سنن المرسلین: (۳/۴۹۵)

مفتی صاحب کے نزدیک شرم کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا اصلاً بڑے نبیوں کی سنتیں ہیں، فرماتے ہیں: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں بڑے نبیوں کی سنتیں ہیں۔''

مفتی صاحب کے نزدیک اربع من سنن المرسلین کا یہ مطلب ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بڑے نبی کا نام لیا ہے نہ چھوٹے۔

سعودیہ والے نہیں چاہتے کہ حج وقت پر ہو: (۳/۵۶)

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ''سعودیہ والے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، ہر سال رمضان اور عیدین میں دو گواہ قاضی کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور ان کی گواہی پر چاند ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے جب کہ پوری دنیا میں کہیں چاند نظر نہیں آتا''۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

''بات دراصل یہ ہے کہ سعودیہ میں چاند کا نظام جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ نہیں چاہتے کہ حج صحیح وقت پر ہو، انہوں نے چاند کا سارا نظام بدل دیا ہے۔''

اور ۳/۶۹ پر فرماتے ہیں ''اگر غلطی کی اصلاح ممکن نہ ہو تو وہ غلطی معاف ہے، جیسے سعودیہ میں چاند کا نظام جن ہاتھوں میں ہے ان کی دلچسپی اس سے ہے کہ حج صحیح نہ ہو۔ اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ مسلمانوں کے حج کا کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس دن بھی مسلمان حج کرتے ہیں ان کا حج صحیح ہوتا ہے یہ اجتماعی غلطی ہے جو معاف ہے۔''

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کا یہ ارشاد بہت قابل غور ہے اور انتہائی خطرناک بات ہے۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر کا مطلب: (۴/۵۵۵،۵۵۶)

مفتی صاحب فرماتے ہیں: ''اس حدیث کا بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ تیر و تفنگ کی لڑائی تو لڑ چکے یہ چھوٹا جہاد تھا، اب دل سے لڑنا ہے یعنی خانقاہوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا ہے، اور یہ بڑا جہاد ہے، تبلیغ والے بھی یہی کہتے ہیں کہ تبلیغ کے لئے نکلنا بڑا جہاد ہے۔ یہ مطلب صحیح نہیں ہے، حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ فوج کو غلط فہمی نہ ہو کہ رومی ہمارا مقابلہ نہ کرسکے ہم زبردست ہیں، ہم سے کوئی ٹکر نہیں لے سکتا، یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' یہ تو چھوٹا معرکہ تھا آگے ان سے بڑے بڑے معرکے پیش آنے والے ہیں لوٹ کر اس کی تیاری کرنی ہے، غافل نہیں ہو جانا۔ حضرت عمر کے زمانہ میں یہ معرکے پیش آئے۔ اس حدیث میں اس کی پیشن گوئی ہے۔''

اس حدیث میں پیشن گوئی کی بات کس نے کہی ہے اور جہاد اکبر کی آپ نے اپنی طرف سے جو تفسیر کر کے دوسروں کے سر مڑھا ہے اس کا حوالہ کیا ہے؟

خلفائے راشدین کی سنت کے بارے میں
مفتی صاحب کا ایک ملفوظ (۴۵۲/۶)

سنت الخلفاء الراشدین کے بارے میں حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں خلفاء راشدین کی جن سنتوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے ان سے مراد ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی سنتیں ہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک نیشنل حکومت (قومی حکومت) قائم ہوئی تھی۔ انٹرنیشنل (بین الاقوامی) حکومت قائم نہیں ہوئی تھی، وہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں قائم ہوئی، اس لئے اس سلسلہ کے احکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمایا۔ خلفاء راشدین کے زمانہ میں جب ایسی حکومت قائم ہوئی تو ان حضرات نے بہت سی باتیں ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والی بیان کیں۔ ملک وملت کی تنظیم شیرازہ بندی کے لئے بھی جنگ ضروری ہے، یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، اور بیس رکعت باجماعت تراویح کا نظام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنایا ہے، یہ حضرت عمر کی نسبت ہے اول کا تعلق ملک کی تنظیم سے ہے اور ثانی کا ملت کی تنظیم سے ہے۔

مفتی صاحب دامت برکاتہم نے حجۃ اللہ البالغہ کی شرح لکھی ہے، اس وجہ سے کبھی کبھی ولی اللہی روح ان میں جلوہ گر نظر آتی ہے، مفتی صاحب کا یہ کلام اس کی ایک مثال ہے: ''اس حدیث کی شرح میں کسی شارح حدیث نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی ہے اور نہ انہوں نے خلفاء راشدین کی سنتوں کی یہ تقسیم کی ہے اور نہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت کو قومی حکومت تک محدود کیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات میں قیامت تک کی باتیں ہیں، انٹرنیشنل بھی اور غیر انٹرنیشنل بھی۔ جنگ

کے احکامات، حدود اور قصاص، معاملات، خرید وفروخت، پڑوسی کے حقوق، دوست اور دشمن کے ساتھ معاملات، چھوٹوں اور بڑوں سے متعلق ہدایات، ماں باپ سے متعلق احکام وفرامین، کیا ان کا تعلق ہر زمانہ اور ہر عہد سے نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ ملفوظ عہد رسالت کی ایک طرح کی توہین ہے، اور حضرت عمرؓ کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد کہ بیس رکعت تراویح باجماعت کا نظام حضرت عمر نے بنایا ہے یہ بھی آپ کے سمجھنے کی بات ہے، ورنہ بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ تو خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شب پڑھائی ہے۔ حضرت عمرؓ نے تو صرف اتنا کیا کہ وہ حضرت ابی ابن کعب کو امام بنا کر پورے رمضان کے مہینہ تراویح پڑھوائی، اور یہ منشاء نبوت کو پا کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات تراویح میں صحابہ کرام کی شرکت کا ذوق وشوق دیکھ کر فرمایا خشیت ان تفرض علیکم اور چونکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تراویح کی فرضیت کا اندیشہ نہیں رہا تو آپ نے اپنے عہد میں اس منشاء نبوت کی تکمیل فرمائی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں مفتی صاحب نے جو بات فرمائی ہے وہ بہت قابل غور ہے۔

الایم کا غلط ترجمہ اور ایک جدید وعجیب فلسفہ: (۴۹۳/۱)

کبھی کبھی تو مفتی صاحب حدیث کی شرح میں ایسا فلسفیانہ انداز اختیار کرتے ہیں کہ وہ فلسفہ اور وہ شرح سر سے گذر جاتی ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت والا حدیث کی شرح کر رہے ہیں یا کسی اور دنیا میں ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ **لا نکاح الا بولی** میں عورتوں سے خطاب ہے، اور **الایم احق بنفسها** میں مردوں سے خطاب ہے، غرض جب عورتوں سے خطاب کیا تو سارا حق ولیوں کو سونپ دیا اور جب مردوں سے خطاب کیا تو عورتوں کو پورا اختیار دے دیا۔ اور الایم کا حضرت والا نے ترجمہ کیا ہے ''غیر شادی شدہ عورت''

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

حدیث مرسل کی غلط تعریف: (۱۴۹)

حدیث مرسل کی تعریف حضرت مفتی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:

''متاخرین کی اصطلاح میں مرسل وہ روایت ہے جس کی سند کے آخر سے صحابی کا نام حذف کردیا گیا ہو''

اگر مرسل کی یہی تعریف ہے تو اس کے حجت ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ وہ حذف شدہ صحابی معلوم ہو یا نامعلوم، اگر وہ صحابی ہے تو الصحابة کلهم عدول کے تحت آتا ہے۔

اس طرح کی اور بہت سی چیزیں ہیں جو اس کا غائرنظر سے مطالعہ کرنے والوں کو ملیں گی۔ اس کتاب کا ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب اس کتاب میں جگہ جگہ تبلیغی جماعت کا رد کرتے ہیں۔ گویا اس کتاب کا ایک موضوع یہ بھی ہے، اس موضوع سے مفتی صاحب کی اتنی دلچسپی کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

رمضان اور غیر رمضان میں مدارس ومکاتب کے سفراء بمبئی وغیرہ شہروں میں چندہ کیلئے جاتے ہیں، عموماً یہ سفراء مولوی اور حفاظ ہوتے ہیں، ان سفراء مدارس کے بارے میں مفتی صاحب فرماتے ہیں: ایسے مدرسوں کے سفراء کو لوگ جوتوں سے تولتے ہیں۔ (۶۱۳/۲) اگر مفتی صاحب یہ بات غلط قسم کے سفراء کے بارے میں فرماتے تو بجا تھا، مگر مفتی صاحب نے اس کو چھوٹے مدارس کے سفراء کے لئے عام رکھا ہے۔

آپ کے سوال کا جواب تو بہت مختصر تھا مگر اس کو لکھنے کے لئے المعی کی کچھ جلدوں کو ہاتھ میں لیا تو یہ جواب بہت طویل ہوگیا، آپ نے مجھ سے یہ سوال کرکے مجھ کو بڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے، مگر کتمان علم کی وعید کے پیش نظر مجھے آپ کے خط کا جواب دینا پڑا۔ اللہ حفاظت فرمائے۔

والسلام

محمد ابوبکر غازی پوری

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے

ایک عاجزانہ ومخلصانہ گذارش

اب اخیر میں دارالعلوم دیوبند کے ایک ادنیٰ وحقیر طالب علم ہونے کی حیثیت سے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے گذارش ہے کہ اب آپ دارالعلوم کے ایک عام مدرس نہیں رہے ہیں، عام مدرس بھی اگر آپ ہوتے تو دارالعلوم کی طرف آپ کے انتساب کی وجہ سے آپ کا مقام بہت بلند ہوتا، مگر اب تو آپ ماشاء اللہ حضرت اقدس محدث کبیر صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ہیں۔ اس وجہ سے صف علماء میں آپ کا ایک خاص مقام ہوگیا ہے، اس کتاب یا دوسری کتابوں[۱] میں اس طرح کی باتیں اگر باقی رہیں جن کا نمونہ آپ نے اوپر ملاحظہ کیا ہے تو آئندہ چل کر جماعت دارالعلوم کے لئے اور خود دارالعلوم کے لئے یہ کتابیں فتنہ بنیں گی اور دارالعلوم دیوبند اور جماعت کی جو بدنامی ہوگی اس کا آپ خود تصور کرلیں۔ اس لئے میری حقیر رائے اور مخلصانہ گذارش ہے کہ دو تین اچھے شاگردوں کی ایک کمیٹی بنادیں جو آپ کی نگرانی میں اس تقریر ترمذی کا غائر نظر سے مطالعہ کرے اور قابل مواخذہ اور اعتراض والی باتوں کو خصوصاً جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین یا اکابر امت یا فرشتوں کے بارے میں

---

۱ اس لئے کہ حضرت مفتی صاحب کی دوسری کتابوں میں بھی ناگفتنی ملتی ہے، مثلاً فرشتوں پر ایک عوامی اور غیر مہذب مثال فٹ کرنا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ بارہویں پارہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کے آنے کا قصہ ہے، جس میں یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے تو فرشتوں کو انسان سمجھا اور ان کو کھانا پیش کیا مگر فرشتوں نے کہا کہ ہم تو فرشتے ہیں۔ قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں، جب فرشتوں نے یہ کہا کہ ہم تو فرشتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے جو پیچھے کھڑی یہ سب سن رہی تھیں نے کہا ''لو بھائی کھودا پہاڑ اور نکلی چوہیا'' یعنی بجائے انسان اور مہمان کے یہ تو فرشتے نکلے، مفتی صاحب نے ہدایت القرآن میں (جلد چہارم) اس عوامی اور غیر مہذب مثال کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مبارکہ کی زبان سے فرشتوں پر فٹ کردیا، حضرت کو اس کا بھی پتہ نہیں چل سکا کہ اس مثال کا موقع اور محل کیا ہے۔

یاوحی کے سلسلہ میں جوآپ کے قلم سے غیر مناسب، ناشائشتہ کلمات وغلط باتیں نکلی ہیں یاجن باتوں سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتاب کے بارے میں غلط تاثر قائم ہوتا ہے[1] ان سے اس کتاب کو پاک صاف کریں، اور جب تک یہ کام نہ ہولے اس تقریر کی اشاعت کوآپ بند کردیں، اوراس کتاب کی تطہیر وتہذیب کے بعد ہی اس کے شائع کریں، یہ میری مخلصانہ اورحقیر سی گذارش ہے۔

هل بلغت ؟ اللّٰهم فاشهد

ملاحظه

میں حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے بصدادب عرض کروں گا حضرت والا میری اس تحریر کوکسی اور جذبہ پرمحمول نہ کریں، اگرآپ کے ساتھ محبت واخلاص کا تعلق نہ ہوتا اور دارالعلوم اور جماعت دارالعلوم میرے پیش نظر نہ ہوتی تومیں چندسطروں میں خط کا جواب دیکرقلم رکھ دیتا، مگر چونکہ آپ کی کتاب عام ہوچکی ہے اورمخالف اور غیر مخالف سب اس کو پڑھیں گے اس وجہ سے ان امور کی نشاندہی خود ایک حقیر طالب علم کے قلم سے میرے نزدیک ضروری ہوئی۔ اگر میں خاموش رہتا تو نہ آپ کے ساتھ خیراخواہی ہوتی اور نہ دارالعلوم اور جماعت دارالعلوم کے ساتھ۔ واللہ یعلم مافی الصدور.

---

[1] حضرت مفتی صاحب کی اس کتاب میں جگہ جگہ امام ترمذی پرطنز ہوگیا ہے۔مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ نے دوسری احمقانہ آواز کوجس سے آدمی گنہ گار ہوتا ہے حذف کردیا ہے، حضرت کوحذف کرنے کا بڑاشوق ہے حالانکہ جوٹکڑاحذف کیا ہے اس کولکھتے تووہ اتنی جگہ نہ گھیرتا جتنی وفی الحدیث الخ نے گھیری ہے(۴۱۰/۴)
حضرت مفتی صاحب کی زبان سے امام ترمذی کے بارے میں یہ بات کچھ جچی نہیں۔

....

صفحہ نمبر ۹ کا حاشیہ نمبر (۱)......اصل میں مفتی صاحب نے اور صاحبزادہ سلمہ نے اس پرغورنہیں کیا کہ مسائل فقہیہ میں چاروں ائمہ کے مابین اختلاف ہوتے ہوئے بھی چاروں مذاہب برحق ہیں، اور سب کے سب اہل سنت والجماعۃ ہیں اورسب کے سب ما أنا علیہ وأصحابی والے ہیں، اوریہی وجہ ہے

کہ نہ شافعی حنفی کے مذہب کو باطل کہتا ہے اور نہ حنفی شافعی کے مذہب کو باطل کہتا ہے، نہ حنبلی اور مالکی ایک دوسرے کوناحق کہتے ہیں، چونکہ ہر مذہب کا مستدل قرآن وحدث اوراجماع وقیاس ہے، کہیں کتاب اللہ سے استدلال ہوتا ہے کہیں سنت رسول اللہ سے اور کہیں اجماع اور قیاس سے چاروں مذاہب کی بنیاد انہیں چاروں اصول اوراساس پر ہے، توسب متحد ہیں نہ کہ مختلف، اورآپس میں اتحاد ہے نہ کہ افتراق، کیا کسی شافعی نے کہا ہے کہ حنفی مذہب کی نماز باطل ہے، اس لئے کہ وہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا، یا کسی حنفی نے کہا ہے کہ شافعی کی نماز باطل ہے اس لئے کہ وہ امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، اسی طرح مالکی وحنبلی میں سے آج تک کسی نے مسائل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی نماز کوباطل کہا ہے، اور رہا مسائل کا اختلاف تو اللہ کی اس میں بڑی مصلحت اور ایک غیبی راز ہے اور وہ یہ کہ جس طرح قرآن کی حفاظت کی ضرورت تھی جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لے لی ہے اوراس کا ایک عجیب وغریب نظام بنایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے مسلمان بچوں کے سینوں میں بھی قرآن محفوظ رہتا ہے، رمضان اور غیر رمضان میں حافظوں کے علاوہ عام مسلمان بھی قرآن اس قدر پڑھتے ہیں کہ اس کی مثال دنیا کی کسی مذہب کی کوئی کتاب نہیں پیش کرسکتی، اسی طرح احادیث مبارکہ بھی وحی کی ایک قسم ہے اوراس کووحی غیر متلو کہا جاتا ہے، مگراس کی حفاظت کا اللہ نے وہ نظام نہیں بنایا ہے جوقرآن کا نظام ہے، جب کہ اس کی بھی حفاظت کی ضرورت تھی اور وہ شریعت اسلامیہ کی دوسری بنیاد ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نظام یہ بنایا کہ چاروں ائمہ کرام کا مزاج احادیث مبارکہ کوترجیح واختیار کرنے میں الگ بنادیا، اس طرح چاروں مذاہب کواگرغور سے دیکھا جائے تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث مبارکہ پرعمل ہورہا ہے۔ حتی کہ ان احادیث پربھی عمل ہورہا ہے جومراسیل اور موقوفات صحابہ ہیں بلکہ ان تمام ضعیف احادیث پربھی عمل ہورہا ہے جن کا ضعف شدید نہیں ہے، اس طرح چاروں مذاہب کے واسطہ سے اوران کے اختلاف کی برکت سے عملی طریقہ پراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث مبارکہ کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے، رفع یدین والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے، اور غیررفع یدین والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے، آمین بالجہر والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے اوراخفاء والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے۔ لانکاح الابولی والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے اور الایم احق بنفسھا والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے، لاصلوٰۃ لم یقرأ الفاتحہ والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے واذا قرأ فانصتوا والی حدیث پربھی ہے۔ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے اورنہ پڑھنے والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے، جلسہ استراحت میں بیٹھ کراٹھنے والی حدیث پر بھی عمل ہورہا ہے، اورسیدھے کھڑے ہونے والی حدیث پربھی عمل ہورہا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے تمام کلمات مبارکہ کی، آپ کے کئے ہوئے تمام اعمال مبارکہ کی، نیزآپ کے پسندیدہ اورآپ کے مشروع کئے ہوئے تمام امور حسنہ کی

حفاظت کا عجیب وغریب نظام رہتی دنیا تک کے لئے قائم کردیا ہے، پس جس طرح قرآن پاک کا ایک ایک لفظ قیامت تک کے لئے محفوظ کردیا گیا ہے، اسی طرح تمام احادیث مبارکہ کی حفاظت کا اللہ ہی کی طرف سے انسانی عقل وفہم کے ماوراء یہ نظام قائم کیا گیا ہے، اور چونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی حفاظت ان چاروں مذاہب متبوعہ کے ذریعہ پوری ہورہی تھی اس وجہ سے اللہ نے اور مذاہب فقہیہ کو باقی نہیں رکھا اس لئے مذاہب کا یہ اختلاف کشتی کا اکھاڑہ نہیں بلکہ یہ اختلاف امتی رحمۃ ہے، اگر مذاہب کا یہ اختلاف نہ ہوتا اور تمام مذاہب والے ایک پلیٹ فارم پر ہوتے تو کیا یہ ممکن تھا کہ تمام احادیث مبارکہ کی حفاظت اور ان پر عمل ہوسکے، رہا اختلاف کے وقت ترجیح تو یہ تو انسان کا فطری حق ہے، ایک دسترخوان پر مختلف انواع کے کھانے ہوتے ہیں، کھانا سب جائز اور طیب اور برحق ہے مگر انسان دسترخوان سے وہی کھانا لیتا ہے جو اس کی پسند ہوتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ بقیہ کھانوں کا کھانا جائز نہیں اور وہ ناحق ہیں۔

....

صفحہ نمبر ۱۴ کا حاشیہ نمبر (۱)...... لاتجلسوا علی القبور مفتی سعید صاحب نے غور نہیں کیا کہ حدیث کے الفاظ لاتجلسوا علی القبور میں .لاتجلسوا عندالقبور نہیں ہیں، لاتجلسوا علی القبور کا تعلق مراقبہ سے نہیں ہے بلکہ قبر سے ہے، بیٹھنے سے ہے، یعنی قبر پر بیٹھنا ممنوع ہے اس لئے کہ اس میں قبر اور مردہ کی اہانت ہے، جس طرح قبر پر ٹیک لگانا بھی اس وجہ سے ممنوع ہے، اگر حدیث پاک میں عندالقبور کا لفظ ہوتا تو حضرت مفتی صاحب کی بات کیلئے کچھ گنجائش کی شکل تھی، مگر یہاں تو علی القبور ہے نہ کہ عندالقبور، کسی شارح حدیث نے اس حدیث کا مطلب وہ نہیں لیا ہے جو مفتی سعید صاحب نے سمجھا ہے۔

مفتی صاحب اس شرح میں جگہ جگہ فرماتے ہیں کہ اکابر کا عمل حجت نہیں ہے، مفتی صاحب کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے، مگر اکابر کے عمل سے جائز اور ناجائز کا عمل معلوم تو کیا جاسکتا ہے خصوصاً ہمارے وہ اکابر جن کی زندگیوں میں سنت کا نور جگمگا تا رہا ہو، کسی حدیث غلط معنی بیان کرکے ان کے عمل کو باطل نہیں کہا جاسکتا۔

صفحہ نمبر ۱۵ کا حاشیہ نمبر (۱)...... معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں مفتی صاحب کا ذہن صاف نہیں ہے، اس لئے کہ وہ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ حدیث حجت نہیں ہے، اور دوسری طرف یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حدیث کو حجت نہیں مانتا تو وہ اسلام کے ارکان اربعہ پر عمل پیرا نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ حجیت حدیث کا انکار درحقیقت احکام قرآنی سے گریز ہے، کیونکہ حدیثوں کے بغیر احکام قرآنی پر عمل ممکن نہیں۔ (۶/۴۴۲)

اور مقدمہ میں مفتی صاحب نے ما اتاکم الرسول والی آیت کو حجیت حدیث کی تیسری دلیل بتائی ہے، بلکہ ایک جگہ تو مبالغہ کردیا ہے، فرماتے ہیں: ''احادیث قرآن کریم کی طرح وحی ہیں۔'' (۱/۴۷) بلاشبہ احادیث بھی وحی ہیں مگر قرآن کریم کی طرح نہیں۔

صفحہ نمبر ۱۵ کا حاشیہ نمبر (۲)...... مفتی صاحب فرماتے ہیں: نص حدیث کے معنی ہیں حدیث کو مرفوع کرنا یعنی نبی کریم تک کو پہونچانا، معلوم نہیں یہ معنی کس لغت میں ہے۔

....

صفحہ نمبر ۱۵ کا حاشیہ نمبر (۳)...... عمر بن عبدالعزیز کے بعد خلیفہ یزید بن عبدالملک ہوا تھا۔ دیکھو (البدایہ)

....

صفحہ نمبر ۱۵ کا حاشیہ نمبر (۴)...... ایک صحابی بوڑھے تھے وہ دو آدمیوں کے سہارے چل رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح چلتے دیکھا تو پوچھا مابال ھٰذا؟ یعنی کیا بات ہے اس طرح کیوں چل رہے ہیں؟ مفتی صاحب نے مابال ھٰذا کا ترجمہ کیا ہے: آپ نے پوچھا یہ کیا ناٹک ہے اس طرح کیوں چل رہا ہے؟ یعنی مفتی سعید کے نزدیک وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم واقعتہً کمزوری کی وجہ سے ٹیک لگا کر نہیں چل رہا تھا بلکہ وہ کمزوری کے دکھلاوے کا ناٹک کررہا تھا۔ (استغفر اللہ العلی العظیم) میں نے جب عبارت پڑھی تو میں کانپ گیا اور میری طبیعت پر کئی روز اس کا اثر رہا۔

....

صفحہ نمبر ۱۵ کا حاشیہ نمبر (۵)...... مفتی صاحب فرماتے ہیں: ایک صحابی رسول حضرت حبان بن منقذ تھے ان کی گرہ میں کمزوری تھی یعنی ان کی عقل کا اسکرو ڈھیلا تھا، اگر یہی لفظ کوئی حضرت مفتی صاحب کے بارے میں استعمال کرے تو کیا مفتی صاحب اس کو گوارا کرلیں گے، انہوں نے کتنا غیر مہذب لفظ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا ہے۔ قارئین دیکھ رہے ہیں۔

....

صفحہ نمبر ۱۵ کا حاشیہ نمبر (۶)...... حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں: جب نوحہ کرنے والا میت کی کوئی ایسی جھوٹی خوبی بیان کرتا ہے تو فرشتے اس کے سینہ پر مکا مارتے ہیں اور کہتے ہیں: وا بھینسا؟ وا پہاڑ اہ؟ واالو کا پٹھاہ اور یہ مکے وہ عذاب ہیں جو پسماندگان کو کھانے پڑتے ہیں۔ حدیث میں عذاب سے یہی عذاب مراد ہے۔

☆☆☆☆☆☆